(مضامینِ علمیہ) (قسط: ۱)

"مارٹن لنگز" کا فلسفۂ وحدتِ اَدیان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُالواحِد زِید مجدہم
مُدرِّس و نائب مُفتی و فاضِل جامِعہ مدنیہ

اُردُو بازار لاہور کے مشہور ناشر و تاجر کُتب "الفیصل" نے چند سال پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت پر ایک کتاب "حیات سرور کائنات محمد صلّی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے شائع کی ہے۔ یہ ترجمہ ہے انگریزی کتاب Mohammad (Based on Earliest Sources) کا جو ایک انگریز نومسلم مارٹِن لنگز (MARTIN LINGS) نے لکھی ہے۔ مصنّف کا اسلامی نام ابوبکر سراج الدین ہے اور انگریزی میں اصل کتاب لاہور کے مشہور ناشر کُتب سہیل اکیڈمی نے شائع کی ہے۔

مغرب کا کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص اسلام قبول کر لے تو مُسلمانوں کو بجا طور پر اس سے خوشی ہوتی ہے اور وہ اس کی عقیدت میں مُبتلا ہوجاتے ہیں۔ اسی عقیدت کے تحت "سہیل اکیڈمی" اور "الفیصل" نے یہ کتاب شائع کی ہوگی، لیکن اس خوشی اور عقیدت کے باوجود مسلمانوں کو اُن کے بارے میں چوکنا رہنا چاہیے، کیونکہ ان حضرات کا اسلام کے بارے میں علم عام طور سے محض اپنے مطالعہ کی بُنیاد پر ہوتا ہے۔ اہلِ حق علماء سے اُن کا رابطہ کم ہی ہوتا ہے۔ اس لیے یہ حضرات بعض ایسی غلطیوں میں مُبتلا ہوجاتے ہیں کہ جب وہ غلطیاں سامنے آتی ہیں تو وہ خوشی اور عقیدت کافور ہوجاتی ہے اور مسلمانوں کی حسرتوں میں ایک اور حسرت کا اضافہ ہوجاتا ہے۔

ہم نے سیرت کی اس کتاب کا ازاوّل تا آخر مطالعہ کیا۔ اس کی وجہ ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

پہلے ہم اس کتاب سے متعلق چند باتیں ذکر کرتے ہیں :

۱۔ ص ۵۵ پر ہے۔

"ورقہ عیسائی ہوگئے تھے اور اس علاقے کے عیسائیوں کا عقیدہ تھا کہ ایک نبی کی بعثت کا زمانہ قریب آ لگا ہے . . . جہاں تک یہودیوں کا تعلّق ہے۔ جن کے لیے اس کا قائل ہونا آسان تر تھا۔ کیونکہ انبیاء کا سلسلہ مسیح علیہ السّلام پر ختم ہوچکا تھا ــــ ایک نبی کا انتظار کرنے کے بارے میں تقریباً وہ سب کے سب متفق تھے۔ اُن کے رَبّی اور دانش مند اُنھیں یقین دلاتے تھے کہ ایک نبی بس آنے ہی والا ہے۔ اس کی آمد سے متعلّق بیشتر علامات جن کی پیشین گوئی ہوچکی تھی ظاہر ہوچکی تھیں۔ یہ رَبّی یہودیوں کو یہ بھی یقین دلاتے تھے کہ آنے والا نبی یہودی ہی ہوگا۔ کیونکہ وہی برگزیدہ اُمّت میں ــــ عیسائی ــــ اور ورقہ ان میں سے ایک تھے۔ اس مسئلے میں اپنے شکوک رکھتے تھے۔ اُنھیں کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی کہ آخر وہ نبی قبائل عرب میں سے کیوں نہ ہو۔ یہودیوں سے بڑھ کر عربوں کو ایک نبی کی حاجت تھی۔ یہودی کم ازکم اس حد تک تو دینِ ابراہیمی کے پیرو تھے کہ اُن کے یہاں بُت نہ تھا اور وہ خُدائے واحد کے پرستار تھے اور ایک نبی کے سوا کون تھا جو عرب کے بادیہ نشینوں کو معبودانِ باطل کی پرستش سے نجات دلا سکتا تھا۔"

بادی النظر میں تو ہر پڑھنے والا یہی سمجھے گا کہ مصنّف نے امرِ واقع کو ذکر کیا ہے لیکن اگر کچھ غور کیا جائے تو پڑھنے والا ضرور چونکے گا مثلاً یہ کہ :

"انھیں (یعنی عیسائیوں کو) کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی کہ آخر وہ نبی قبائل عرب میں سے کیوں نہ ہو۔"

"یہودیوں سے بڑھ کر عربوں کو ایک نبی کی حاجت تھی۔"

ہم کہتے ہیں کہ جب نبی کی ضرورت کو بیان کیا جا رہا ہے اور یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وہ نبی تمام قوموں کے لیے اور تمام انسانوں کے لیے ہو تو ضرورت تو ہر قوم کو تھی۔ پھر مصنّف کا یہ طرزِ عمل کہ عربوں کی ضرورت کو تو تفصیل سے بیان کیا اور اُن کی بُت پرستی کے تمام گوشوں کو آگے پورے ایک پیرے

میں بیان کیا، لیکن عیسائیوں کی ضرورت کو سرے سے ذکر ہی نہیں کیا اور یہود کی ضرورت کو عربوں سے کمتر خیال کیا حالانکہ یہودیوں اور عیسائیوں کے جو دینی حالات تھے وہ آخرت کے اعتبار سے مشرکین عرب سے کچھ بھی بہتر نہ تھے۔ قرآن پاک میں مغضوب علیہم اور ضالین یہودیوں اور عیسائیوں ہی کو کہا گیا ہے۔

پھر مصنّف کا یہ کہنا کہ "یہ ربّی یہودیوں کو یہ بھی یقین دلاتے تھے کہ آنے والا نبی یہودی ہی ہوگا" یہ بات بھی حقیقت کے خلاف ہے۔ یہ تو یہودیوں نے جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کیا تب یہ بہانہ بنالیا ورنہ اس سے پہلے وہ کوئی ایسا دعوٰی نہ کرتے تھے بلکہ وہ جانتے تھے اور بتاتے بھی تھے کہ نئے آنے والے نبی مکّہ مکرّمہ کی طرف سے ظاہر ہوں گے اور مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کریں گے۔

سیرت ابن ہشام میں ہے ابن اسحاق نے نقل کیا ہے کہ سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ جو کہ اصحاب بدر میں سے ہیں اُنھوں نے بنی عبدالاشہل میں سے اپنے ایک یہودی پڑوسی کا قصّہ ذکر کیا کہ اس نے ایک مرتبہ مجمع عام میں قیامت اور حساب کتاب اور جنّت اور دوزخ کا ذکر کیا۔ لوگوں کے کچھ سوال کرنے پر اُس نے بتایا

نبی مبعوث من نحو هذہ البلاد واشار بیدہ الی مکة والیمن

ان علاقوں کی طرف سے ایک نبی مبعوث ہونے والے ہیں اور اپنے ہاتھ سے مکّہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا۔ سیرت ابن ہشام ہی میں ہے ابن اسحاق نے یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے ایک بڑے آدمی سے یہ واقعہ ذکر کیا کہ شام کا ایک یہودی مدینہ منوّرہ آکر آباد ہوگیا وہ بہت ہی عبادت گزار تھا۔ اپنی وفات کے وقت اس نے مدینہ منوّرہ کے یہودیوں کو نصیحت کی کہ میں نے شام کا زرخیز علاقہ چھوڑ کر تنگی اور بھوک کا یہ علاقہ محض ایک نبی کے انتظار میں اختیار کیا ہے کیونکہ اُن کا زمانہ آچکا ہے اور اسی شہر کی طرف وہ ہجرت کرکے آئیں گے . . ."

اسی طرح ابن اسحاق نے مدینہ منوّرہ کے لوگوں کے اسلام قبول کرنے کی یہ وجہ ذکر کی کہ انصار کا مدینہ کے یہودیوں سے مستقل جھگڑا رہتا تھا۔ یہودی اُن کو کہتے تھے کہ ایک نبی کی بعثت کا زمانہ قریب آگیا ہے ہم اُن کے ساتھ ہوکر تمہیں خُوب قتل کریں گے۔ جب نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم

کا ظہور ہوا تو انصار کو یہودیوں کی دھمکی یاد آئی اور انہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور یہود نے کفر کیا۔ (سیرت ابن ہشام ص: ۲۲۵ تا ۲۲۸)

ہم کہتے ہیں کہ اگر مصنّف کے کہنے کے مطابق علمائے یہود نے لوگوں کو باور کرایا تھا کہ آنے والا نبی یہود میں سے ہوگا تو انصار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے پہلے آپ کے غیر یہودی ہونے پر یقیناً تردد اور پس و پیش کرتے۔

مصنّف کی بات اس اعتبار سے بھی غلط ہے کہ قرآن پاک میں ہے یہود آپ کو اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے ہیں۔ اگر یہودی علماء اور عوام کے دماغوں میں یہی بات بھری ہوتی کہ آنے والے نبی کی پہچان یہ ہے کہ وہ یہود میں سے ہوگا تو قرآن کا یہ دعوٰی غلط ٹھہرتا۔

غرض مصنّف مارٹن لنگز یا ابوبکر سراج الدین کی یہ کوشش نظر آتی ہے کہ وہ اپنے قارئین کو یہ بتائیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے لیے نبی نہ تھے بلکہ اصلاً صرف عربوں کے لیے تھے البتہ جیسے آگے واضح ہوگا۔ اُن کے نزدیک آپ کی نبوّت اور آپ کا دین اس اعتبار سے عالمی ہے کہ اور اقوام کے لوگ اس کو قبول کر سکتے ہیں۔

۲۔ ص ۱۱۶ پر مصنّف لکھتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو تسلی دیتے ہوئے ورقہ بن نوفل نے کہا "بالیقین محمد (This people) اس قوم کے نبی ہیں۔"

وانہ لنبی ھذہ الامۃ یعنی بلا شبہ یہ اس اُمّت کے نبی ہیں۔

پھر دوبارہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا

والذی نفسی بیدہ انک لنبی ھذہ الامۃ

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آپ اس اُمّت کے نبی ہیں

اُمّت اور قوم میں جو فرق ہے وہ محتاج بیان نہیں، لیکن مصنّف نے یہاں قوم کا لفظ استعمال کر کے اپنے مخصوص فکر کا اظہار کیا ہے۔

ص ۶۹۰ پر لکھا

"غزوہ حنین پر زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ شہنشاہ ہرقل نے مقدس صلیب

یروشلم واپس پہنچا دی اور یہ کارروائی رومیوں کی ایرانیوں پر آخری فتح کی تکمیل کی علامت بن گئی۔ وہ فتح جس کی وحی نے پیشین گوئی کی تھی اور جس کے بارے میں کہا تھا کہ اس دن اہلِ ایمان خوشی منائیں گے۔ واقعی یہ خوشی منانے کا دن تھا۔ ایرانیوں کو شام اور مصر دونوں مقامات سے اپنی فوجوں کا انخلا کرنا پڑا۔"

مصنّف کی اس عبارت سے عام قاری یہی سمجھے گا کہ رومیوں کی فتح ہی اہلِ ایمان کی خوشی کا اصل سبب تھی، حالانکہ قرآن پاک میں ہے

ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللّٰہ

اس دن اہل ایمان خوش ہوں گے اللّٰہ کی مدد کی وجہ سے

اور اہل ایمان کو اللّٰہ تعالیٰ کی مدد دو طرح سے حاصل ہوئی۔

۱۔ اسی دن مسلمانوں کو بھی مشرکین عرب پر جنگ بدر میں فتح حاصل ہوئی۔

۲۔ مشرکین عرب کے خلاف قرآن کی پیشین گوئی کے پورا ہونے کی وجہ سے

۴۔ ص ۱۹۱ پر لکھتے ہیں۔

مدینے میں افواہ کی گرم بازاری تھی کہ ہرقل نے یثرب کے خلاف اپنی لمبی مہم کے پیشِ نظر فوج کو ایک سال کی پیشگی تنخواہ دے دی ہے کہا جاتا ہے کہ رومی جنوب میں بلقاء پہنچ چکے ہیں اور انھوں نے عاملہ، غسان، جزام اور لخم کے قبائل کو جمع کر لیا ہے۔ یہ خبریں جزوی طور پر مبالغہ آمیز اور جزوی طور پر خلافِ حقیقت تھیں۔ سب سے بڑھ کر یہ اب تک عام طور پر معلوم نہ تھا کہ ایرانی مہم کے دوران ہرقل نے یہ خواب دیکھا تھا کہ پورے شام پر ایک مختون شخص کی حکومت کا غلبہ ہے جس کو اس نے وہ مکتوب نگار قرار دیا جس نے اس کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ یہ خواب اتنا زوردار اور اتنا واضح تھا کہ جنوب کی جانب اس کے کوچ اور ایک حد تک خود شام کے دفاع کو اس نے متأثر کیا۔ وہ اب یروشلم سے حمص لوٹ چکا تھا اور اپنے اس یقین کی بناء پر کہ پورا صوبہ ہی بالآخر اسلامی فوجوں کے ذریعے پامال ہو جائے گا اپنے جنرلوں کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے معاہدہ صلح کر لیا جائے اور شام کا

صوبہ اس شرط پر دے دیا جاتے کہ شمالی سرحدوں کے آگے مزید پیشقدمی نہ ہوگی۔ اس تجویز پر اُن کی حیرت اور اس سے اُن کی شدید ناگواری اور عدمِ اتفاق کے سبب اس نے اس تجویز کو ترک کر دیا مگر وہ اپنا خواب کبھی نہ بھولا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی یقین رکھتے تھے کہ اللہ انکی اسلامی فوجوں کے لیے شام کا دروازہ کھول دے گا اور خواہ اس لیے کہ آپؐ کے نزدیک وقت آگیا تھا یا اس لیے کہ آپ چاہتے تھے ــــ کہ اپنی فوجوں کو ناگزیر شمالی مہم کے لیے کچھ تربیت دیں آپؐ نے رومیوں کے خلاف مہم کا اعلان کر دیا اور اَب تک کی ہمیشہ سے زیادہ مسلح اور بھاری فوج یکجا کرنے کے بندوبست میں لگ گئے"۔

پھر ص ۶۹۵ پر لکھا

فوج نے بیس دن تک تبوک میں قیام کیا۔ یہ واضح تھا کہ رومیوں کی جانب سے خطرے کی افواہ بالکل بے بنیاد تھی اور دوسری طرف شام کی موعود فتح کا وقت بھی نہیں آیا ..."

ہم کہتے ہیں کہ مصنّف نے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدام کی خاصی تحقیر کی ہے جس کا بیان یہ ہے۔

۱۔ مصنّف نے یہ تأثر دیا کہ محض ایک بے بنیاد افواہ پر مُسلمانوں نے اقدام کیا حالانکہ ہرقل کی شام پر قبضہ میں دلچسپی نہ رہی تھی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی فتح کے وقت کے بارے میں اندازہ کرنے میں خطا کی۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر تربیت دینے کا ارادہ تھا تو وہ بھی پُورا نہ ہو سکا محض سازو سامان اکٹھا کرنا اور فوج کو جمع کرنا کوئی کارنامہ نہ تھا کیونکہ مسلمان تو جنگجو لوگ تھے جن کو بہت سی جنگوں کا تجربہ ہو چکا تھا اس سے پہلے جنگ موتہ کا تجربہ بھی ہو چکا تھا۔

ہم نے اس کتاب کا مطالعہ کیوں کیا ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تقریباً تیرہ چودہ سال پیشتر امریکہ میں مقیم چند مُسلمانوں کی طرف سے کیے گئے ایک سوال کی خاطر ہم نے مارٹن لنگز اور اُن کے دیگر

سائیٹیوں مثلاً Frithjof Schuon اور EATON وغیر کی کچھ کتابوں کا مطالعہ کیا اور معلوم ہُوا کہ یہ لوگ درحقیقت وحدت ادیان کے قائل ہیں۔ اُن کے نزدیک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور قرآن کو نہ ماننے والا بھی اسلام میں داخل ہے۔ ان لوگوں نے تصوّف کو اوڑھنا بچھونا بنایا ہے لیکن اپنے گمراہ اور غیر اسلامی فکر کی وجہ سے یہ قرآن پاک کی تحریف معنوی پر بھی جری ہیں۔ سیرت کی مذکورہ کتاب دیکھ کر ہمیں ڈر ہُوا کہ اُنھوں نے اپنے فکر کو اس میں بھی سمویا ہوگا اور خصوصًا عیسائیت کے بارے میں جو اُن کے اندر نرم گوشہ ہے اُس کی وجہ سے ہم مذکورہ بالا اقتباسات تلاش کرنے میں کامیاب ہُوئے۔ اب آپ ان کی تحریروں کے اقتباسات سے اُن کی گمراہی فکر کو ملاحظہ فرمائیے۔ ان پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں۔

Islam & The Destiny of Man کے مصنّف نے لکھا۔

Since the world Islam means "self-surrender' (to God), it is in this sense that most commentators and translators understood the verse acknowledging that the surrender of heart and will and mind to God is a basic principle of every authentic religion.

1) Whosoever follows any other religion than al-Islam, it shall not be accepted of him, and in the Hereafter he will be among the losers.

چونکہ لفظ اسلام کا مطلب ہے (خدا کے سامنے) اپنے آپ کو تسلیم کر دینا اس لیے اکثر مفسرین اور مترجمین آیت ومن یتبغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین (جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی اور دین اختیار کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا) میں اسلام کا یہی مذکور مطلب سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح اعتراف کرتے ہیں کہ دل ودماغ اور ارادے کو خُدا کے آگے تسلیم کر دینا ہر مستند دین کا بُنیادی اُصول ہے۔

Martin Lings نے لکھا

In the same context, verses affirming that Muhammad has been sent for all people have to be understood in a less monopolizing way than they have been throughout the centuries by Muslims with little or no general knowledge about other religions and their distribution. What the Quran tells us here is that Islam, unlike Judaism or Hinduism, is a world religion. But it is not denying that Buddhism and Christianity are also world religions, that is, open to everybody, at least in principle. These last words are important, "for God doth what He will" and our only means of knowing His will in this respect are by the results. With regard to the world as it has been in its geographical distribution of peoples for the last two thousand years, it will not escape the notice of an observant Muslim any more than an observant Christian that there is, spatially speaking, a certain sector in which Providence has worked wonders for Buddhism and done relatively little for either Christianity or Islam. The same Muslim will also notice that there is another sector in which Providence has worked wonders for Christianity and done very little for the other religions.

اس سیاق میں وہ آیات جن میں یہ دعوٰی ہے کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں کے لیے بھیجے گئے ان کو اجارہ داری سے کمتر طریقے پر سمجھنے کی ضرورت ہے بنسبت اس کے جو صدیوں سے مسلمان سمجھتے چلے آئے ہیں حالانکہ ان کو دیگر ادیان اور ان کے پھیلاؤ کے بارے میں عام معلومات بھی یا تو بہت کم تھیں یا سرے سے نہ تھیں قرآن ہمیں جو بتاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہودیت اور ہندمت کے برخلاف اسلام ایک عالمی دین ہے لیکن قرآن بدھ مت اور عیسائیت کے عالمی دین ہونے کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ کم از کم اُصولی طور پر ہر ایک کے سامنے عیاں ہے یہ آخری الفاظ " اللہ جو ارادہ کرتے ہیں اُس کو کر گزرتے ہیں" بہت اہم ہیں اور یہاں اللہ کے ارادے کو صرف اس کے نتائج اور اثرات ہی سے جانا جا سکتا ہے۔ پچھلے دو ہزار سال میں مختلف اقوام کی جغرافیائی تقسیم کے اعتبار سے جہاں تک دُنیا کا تعلّق ہے تو ایک تیز نگاہ عیسائی کی طرح ایک تیز نگاہ مُسلمان کی نظر سے یہ بات مخفی نہ ہوگی کہ دُنیا میں ایک حصّہ ایسا ہے جہاں فضلِ خداوندی نے بدھ مت کی بہت مدد کی اور دیگر

ادیان کے لیے خواہ وہ عیسائیت ہو یا اسلام ہو بہت کم گیا ہے۔ وہی مُسلمان اس بات کا بھی مشاہدہ کرے گا کہ دُنیا میں ایک اور حصّہ ایسا ہے جس میں خُدا کے فضل نے عیسائیت کی دیگر ادیان کی بنسبت بہت زیادہ مدد کی ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔

(وہ اللہ ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچّا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مُشرک کیسے ہی ناخوش ہوں)

اس آیت کے بارے میں Martin Lings کا تبصرہ پڑھیے۔

The most that a sound intelligence can accept are the claims which naturally result from the fact that Islam represents the most recent Divine intervention upon earth. But these claims, though considerable, are relative, not absolute; and a Muslim intellectual in the modern world will not find peace of mind except by assenting to this. It should not however be difficult for him to do so, for a glance at those passages of the Quran on which the theologians. exclusivism is based shows that the verses in question call for a deeper and more universal interpretation than is generally given.

One of these passages is the following:

He it is who hath sent his messenger with guidance and the religion of Truth, that He may make it prevail over all religion, though the idolators be averse.

This verse can be given a narrower or widerinterpretation. Its more immediate meaning is clearly the narrower one: the messenger is Muhammad, the religion of Truth is the Quranic message and the idolaters are the pagan Arabs, Persians, Berbers and certain other pagans. But what of the words that He may make it prevail over all religion? It is here that the crux of the matter may be said to lie.

Whatever the disadvantages of modern education, it serves to implant a more global concept of world history and geography than is normally held by members of traditional civilisation which tend, as we have seen, to be aloof and introspective. The wider knowledge is a mixed blessing, but where it exists it must be taken into account. An intelligent Muslim, living in the modern world, is bound to realize sooner or later, suddenly or gradually, not only that the Quranic message has not been made to prevail over all religion, but also that providence itself is directly responsible for the short-coming. The shock of this realization may shatter his belief, unless he be enabled to understand that the verse in question has a wider significance. In the narrower sense, all religion can only be taken to mean 'all religion in your part of the world.' But if all religion be interpreted in an absolute sense, and if idolators be made to include such people as the Germans and Celts, many of whom were still pagan at the outset of Islam, then the religion of Truth must also be given its widest application, and the words once again' must be understood (i.e. He it is who hath sent ...), for the Divinity has sent messengers before, and never with anything other than the religion of Truth. These last four words, like the term Islam itself, can be taken in a universal sense, to include all true religion. The Quran makes it clear that the religions of Adam, Noah, Abraham, Moses and Jesus may be called Islam in its literal meaning of submission to God. In this sense Islam may be said to have been made to prevail over all religion. But in its narrower sense Islam has only been allowed to prevail over all religion in a limited part of the world. It is now fourteen hundred years since the revelation of the Quran and Providence has allowed non-Quranic modes of the religion of Truth to remain as barriers to the Quranic message in more than half the globe.

فہم سلیم جو زیادہ سے زیادہ قبول کر سکتی ہے وہ وہ دعوے ہیں جو اس حقیقت کے قدرتی نتائج ہیں کہ اسلام روئے زمین پر سب سے جدید تصرف الٰہی ہے یہ دعوے اگرچہ معتد بہ ہیں لیکن مطلق نہیں بلکہ اضافی ہیں۔ جدید دُنیا کا ایک مُسلمان دانشور اس بات کو تسلیم کیے بغیر بے چین رہے گا، اور

اس کو تسلیم کرنا اس کے لیے دُشوار بھی نہیں ہے کیونکہ قرآن کی وہ آیات جن پر علماء دینیات کی فکر عدم شرکت (دین غیر)
مبنی ہے ان پر ایک نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ زیرِ بحث آیات کی جو تاویل عام طور سے کی جاتی ہے وہ
اس سے کہیں زیادہ عمیق اور عالمگیر تفسیر و تاویل کا تقاضا کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ آیت ہے۔

هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون۔

وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے گو مشرک کیسے ہی ناخوش ہوں۔

اس آیت کا محدود تر مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے اور وسیع مفہوم بھی لیا جا سکتا ہے۔ بادی النظر میں اسکا جو معنی سامنے آتا ہے وہ وہ ہے جو محدود ہے یعنی یہ کہ محمد رسول ہیں اور دینِ حق قرآنی پیغام ہے اور مشرکین میں بُت پرست عرب آتش پرست، بربر اور بعض دیگر جاہلی اقوام، لیکن پھر ان الفاظ کا کیا مطلب ہوگا کہ وہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے۔ اصل مسئلہ اور عقدہ تو یہی ہے۔

جدید تعلیم کے جو بھی نقصان ہوں لیکن اس کا یہ فائدہ ضرور ہے کہ تنہا اور خود بینی میں مشغول روایتی تہذیب کے افراد دُنیا کی تاریخ اور جغرافیہ کا جو تصوّر رکھتے ہیں جدید تعلیم اس سے بڑھ کر عالمی تصوّر دیتی ہے۔ وسعت علمی اگرچہ ایک ملی جلی نعمت ہے لیکن اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ جدید دُنیا میں رہنے والا دانشور مُسلمان جلد یا بدیر، اچانک یا تدریجًا اس حقیقت کو سمجھنے پر مجبور ہوگا کہ قرآنی پیغام کو دیگر تمام ادیان پر غلبہ نہیں دیا گیا اور اس کوتاہی کی براہِ راست ذمّہ دار خود فضل خداوندی ہے۔ اس حقیقت کا ادراک صدمہ بن کر شاید اس کے عقیدے کو بکھیر کر رکھ دے اگر وہ یہ سمجھنے کے قابل نہ ہو کہ اس آیت کا مطلب اتنا محدود نہیں بلکہ اس سے کہیں وسیع ہے۔ ہاں محدود معنی میں یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ دُنیا کے تمہارے حصے میں دیگر تمام ادیان پر غلبہ دیا گیا ہے، لیکن اگر دیگر ادیان کو مطلق لیا جائے اور بُت پرستوں میں جرمنوں اور Celts وغیرہ قوموں کو بھی شمار کیا جائے کہ جن میں سے بہت سے ابتدائے اسلام کے وقت بت پرستی میں مُبتلا تھے پھر دین حق کا اطلاق وسیع تر رکھنا پڑیگا اور آیت کے الفاظ کو دوبارہ سمجھنا پڑیگا (اس طرح سے) کہ خُدا نے ہی پہلے بھی رسولوں کو بھیجا ہے اور صرف دین حق ہی دے کر بھیجا ہے۔ لفظ اسلام کی طرح ان چار الفاظ ارسله رسوله بالهدی ودین الحق کا بھی عالمی مفہوم لیا جا سکتا ہے تاکہ ان

(بقیہ بر صـ ۶۴)

اخبار الجامعہ

○ ۱۱؍اگست ۱۹۹۹ء بروز بدھ صبح نو بجے حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب مدظلہم خلیفہ مجاز حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی نوّر اللہ مرقدہ تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور دوپہر کو واپس تشریف لے گئے۔

○ ۱۲؍اگست ۱۹۹۹ء بروز جمعرات حضرت نائب مہتمم صاحب سیالکوٹ تشریف لے گئے

○ ۱۵؍اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار مغرب کی نماز کے بعد حضرت نائب مہتمم صاحب شاد باغ جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے وہاں آپ نے جہاد کے موضوع پر بیان فرمایا۔ اسی روز رات کو دس بجے آپ سخاکوٹ کے لیے روانہ ہوئے اور ۲۰؍اگست کو واپس تشریف لے آئے۔

○ ۱۵؍اگست ۱۹۹۹ء بروز اتوار سے جامعہ کے ششماہی امتحانات شروع ہوئے۔

○ ۲۴؍اگست ۱۹۹۹ء کو سیالکوٹ سے سیّد مشکور صاحب گیلانی تشریف لائے اور حضرت نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

○ ۲۸؍اگست ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ صبح شیخوپورہ سے شاعرِ اسلام جناب سیّد امین صاحب گیلانی مدظلہم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب اور نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور دوپہر کو کھانے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

بقیہ : مارٹن لنگز

میں تمام سچے ادیان شامل ہوجائیں۔ قرآن نے یہ واضح کردیا ہے کہ (حضرات) آدم، نوح، ابراہیم، موسٰی اور عیسٰی (علیہم السلام) کے ادیان کو لغوی معنی یعنی خدا کی تابعداری کے اعتبار سے اسلام کہا جاسکتا ہے۔ اس طرح سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کو دیگر تمام ادیان پر غلبہ دیا گیا ہے جبکہ محدود تر معنی کے اعتبار سے اسلام کو دُنیا کے دیگر تمام ادیان پر صرف ایک محدود علاقے میں غلبہ دیا گیا ہے۔ قرآن کو نازل ہوئے چودہ سو سال ہوچکے ہیں اور خود فضل خداوندی نے دین حق کے غیر قرآنی طریقوں کو نصف سے زیادہ دُنیا میں قرآنی پیغام کے لیے حجاب در کاوٹ بنا کر رکھا ہوا ہے۔

(مضامین علمیہ) (قسط: ۲، آخری)

مارٹن لنگز
کا فلسفۂ وحدتِ اَدیان

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُالواحِد زید مجدہم
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

Marlin Lings نے لکھا

A religions claim to unique efficacy must be allowed the status of half truth because there is, in fact in the vast majority of cases, no alternative choice.

دین کے بارے میں یہ دعوٰی کہ تنہا وہی مؤثّر ہے اس کو صرف نصف حقیقت قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ ایک عظیم اکثریّت کے لیے حقیقت میں کوئی متبادل اختیار نہیں ہے۔

Frithjof Schuon نے لکھا

For those who come face to face with the founder of a new religion, the lack of alternative choice becomes as it were absolute in virtue of the correspondingly absolute greatness of the Divine Messenger himself. It is moreover at its outset, that is, during its brief moment of 'absoluteness', that the claims of a religion are for the most part formulated. But with the passage of time there is inevitably a certain levelling out between the new and the less new, the more so in that less new may have special claims on certain peoples.

جن لوگوں کا سابقہ ایک نئے دین کے بانی سے ہوتا ہے تو چونکہ اُن کے سامنے کوئی متبادل اختیار

نہیں ہوتا اور رسول کی عظمتِ مطلقہ اُن کے ذہنوں میں چھائی ہوتی ہے اس لیے وہ یہی خیال کرتے ہیں کہ یہی دینِ مطلق ہے۔ مطلقیت (یعنی مطلق سمجھنے) کے اس مختصر زمانے میں ہی دین کے بارے میں (ایسے) دعوے وجود میں آتے ہیں، لیکن پھر جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے تو نئے اور پرانے ادیان کے درمیان ناگزیر طور پر ایک توازن قائم ہو جاتا ہے۔ خصوصاً اس اعتبار سے کہ پرانے ادیان بھی بعض قوموں پر اپنی خصوصیّت کا دعوٰی رکھتے ہیں۔

آگے ہم مارٹن لنگز وغیرہ کے فلسفہ وحدتِ ادیان کا دلائل سے رَد کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بعثت کے بعد قرآنی اسلام ہی میں نجات منحصر ہونے کے دلائل

(۱) ذلك الكتٰب لا ريب فيه هدى للمتقين ـ الذين يومنون بالغيب و يقيمون الصلٰوة و مما رزقنٰهم ينفقون والذين يومنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك و بالآخرة هم يوقنون اولئك على هدى من ربهم و اولئك هم المفلحون (سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات)

(ترجمہ: یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شُبہہ نہیں۔ راہ بتلانے والی ہے خُدا سے ڈرنے والوں کو۔ وہ خُدا سے ڈرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ یقین لاتے ہیں چھپی ہوئی چیزوں پر اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپ کی طرف اُتاری گئی ہے اور ان کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری جا چکی ہیں اور آخرت پر بھی وہ لوگ یقین رکھتے ہیں۔ بس یہ لوگ ہیں ٹھیک راہ پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے ملی ہے اور یہی لوگ ہیں کامیاب۔)

اس آیت میں خُدا سے ڈرنے والوں کی صفات بیان کر کے ہدایت و فلاح کو ان میں منحصر ہونا ذکر کیا ہے۔ اُن کے اوصاف میں سے ایک وصف ایسا مذکور ہے جو مُسلمانوں کے علاوہ کسی اور اہلِ مذہب میں نہیں پایا جاتا یعنی قرآن پر ایمان۔

(۲) وآمنوا بما انزلت مصدقا لما معكم ولا تكونوا اول كافر به $\frac{۴۱}{۲}$

(اور (اے بنی اسرائیل) ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے (یعنی

قرآن پر) ایسی حالت میں کہ وہ تصدیق کرنے والی ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور مت بنو تم سب میں پہلے انکار کرنے والے اس قرآن کے)

یہود و نصاریٰ کو حکم ہے کہ وہ قرآن پر ایمان لائیں اور انکار کرنے سے منع کیا اور انکار کرنے کو کفر بتایا۔

(۳) وقالوا کونوا ھودا أو نصٰری تھتدوا ۔ قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا و ماکان من المشرکین ۔ قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسی وعیسی ــــــ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون فان آمنوا بمثل ما آمنتم بہ فقد اھتدوا و ان تولوا فانما ھم فی شقاق فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم۔

(۱۳۵ تا ۱۳۷ - سورۂ بقرہ)

(اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم لوگ یہودی ہوجاؤ یا نصرانی ہوجاؤ تم بھی ہدایت پر ہو جاؤ گے ۔ آپ کہہ دیجیے کہ ہم تو ملّت ابراہیم پر رہیں گے جس میں کجی کا نام نہیں۔ اور ابراہیم علیہ السّلام مشرک بھی نہ تھے ۔ کہہ دو کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السّلام اور اولادِ یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو حضرت موسٰی علیہ السلام اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السّلام کو دیا گیا اُن کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیّت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالیٰ کے مطیع ہیں سو اگر وہ بھی اسی طریق سے ایمان لے آئیں جس طریق سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ بھی ہدایت پر لگ جائیں گے اور اگر وہ روگردانی کریں تو وہ لوگ تو برسرِ مخالفت ہیں ہی تو آپ کی طرف سے عنقریب ہی نمٹ لیں گے ان سے اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ سُنتے ہیں جانتے ہیں)

ان آیات میں مُسلمانوں کی زبانی اُن کے عقائد و ایمانیات کہلوائے گئے اور پھر ان کو

معیار بنا کر یہود و نصاریٰ کو اس معیار کے مطابق ایمان لانے کی دعوت دی اور واضح طور پر بتا دیا کہ اگر انھوں نے اس معیار کو اختیار کیا تو ہدایت پائیں گے۔ ورنہ اس سے روگردانی کی صورت میں ہدایت سے ہٹے ہوئے ہوں گے۔

۴۔ ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ وما اختلف الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیا بینھم و من یکفر بایٰت اللہ فان اللہ سریع الحساب ۔ فان حاجوک فقل اسلمت وجھی للہ و من اتبعن و قل للذین اوتوا الکتٰب والامیین ءاسلمتم فان اسلموا فقد اھتدوا وان تولوا فانما علیک البلغ ۱۹-۲۰ / ۳

(بلاشبہ دین (حق و مقبول) اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور اہل کتاب نے جو اختلاف کیا ایسی حالت کے بعد کہ ان کو (اسلام کے حق ہونے کی) دلیل پہنچ چکی تھی محض ایک دوسرے پر بڑا بننے کی وجہ سے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرے گا (جیسا کہ ان لوگوں نے کیا) تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا حساب لینے والے ہیں۔
(اسلام کے حق ہونے کی دلیل قائم ہونے کے بعد) پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجیے کہ (تم مانو یا نہ مانو) میں تو اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو میرے پیرو تھے وہ بھی (اپنا رُخ خاص اللہ کی طرف کر چکے۔ یہ کنایہ ہے اس سے کہ ہم سب اسلام اختیار کر چکے) اور کہیے اہلِ کتاب سے اور عرب سے کہ کیا تم بھی اسلام لاتے ہو۔ سو اگر وہ لوگ اسلام لے آئیں تو وہ لوگ بھی راہ پر آ جائیں گے اور اگر وہ لوگ روگردانی کریں تو آپ کے ذمہ صرف پہنچا دینا ہے۔)

۵۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشاھدین فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون - افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السمٰوٰت والارض طوعا و کرھا و الیہ یرجعون - قل اٰمنا باللہ وما انزل علینا وما انزل علی ابراھیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب

والاسباط وما اوتی موسٰی وعیسٰی والنبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخسرین o ۸۱ تا ۸۵

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو کچھ میں تم کو کتاب اور علم (شریعت) دوں پھر تمہارے پاس کوئی (اور) پیغمبر آئے جو مصداق ہو اس (علامت) کا جو تمہارے پاس (کی کتاب و شریعت میں) ہے (یعنی دلائلِ معتبرہ عند الشرع سے اس کی رسالت ثابت ہو) تو ضرور تم اس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اس کی طرفداری (و مدد) بھی کرنا۔ (پھر) فرمایا کہ آیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا عہد قبول کیا وہ بولے ہم نے اقرار کیا۔ ارشاد فرمایا تو (اپنے اس اقرار پر) گواہ رہنا اور میں اس پر تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ (یعنی واقعہ کی اطلاع اور علم رکھنے والا ہوں)

نوٹ۔ انبیاء سے یہ عہد اُن کی اُمتوں سے بھی ہے۔

سو جو شخص (اُمتوں میں سے) اس (عہد) کے بعد پھر تو ایسے ہی لوگ بے حکمی کرنے والے ہیں۔ کیا پھر دین خداوندی کے سوا کسی اور طریقہ کو چاہتے ہیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ (کی یہ شان ہے کہ ان) کے (حکم کے) سامنے سب سرافگندہ ہیں۔ جتنے آسمانوں میں ہیں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور بے اختیاری سے اور سب خُدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

آپ فرما دیجیے کہ ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر جو ابراہیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب اور اولادِ یعقوب کی طرف بھیجا گیا اور اس پر بھی جو موسٰی و عیسٰی اور دوسرے نبیوں کو دیا گیا اُن کے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے (کہ کسی پر ایمان رکھیں اور کسی پر نہ رکھیں) اور ہم تو اللہ ہی کے مطیع ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کو طلب کرے گا تو وہ اس سے مقبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں تباہ کاروں میں سے ہوگا۔

۶- قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ و یغفرلکم ذنوبکم۔

(آل عمران ۳۱)

(آپ فرما دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبّت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتّباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبّت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے)

اس آیت میں خطاب عام ہے کہ تمام انسانوں سے ہے جن میں یہود و نصاریٰ بھی آ گئے اور دیگر اہلِ ادیان بھی۔ سب کے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اتّباع لازم ہے۔ اس کے علاوہ اللہ کی محبّت اور اپنے گناہوں کی مغفرت حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔

ولو کان موسٰی حیًّا ما وسعہ الا اتباعی — اگر موسٰی علیہ السّلام زندہ ہوتے تو انھیں میری اتّباع کے علاوہ چارہ نہ ہوتا۔

۷- یا یھا الذین آمنوا ان تطیعوا فریقا من الذین اوتوا الکتاب یردوکم بعد ایمانکم کٰفرین۔ $\frac{100}{3}$

(اے ایمان والو اگر تم کہنا مانو گے کسی فرقہ کا ان لوگوں میں سے جن کو کتاب دی گئی ہے تو وہ لوگ تم کو تمہارے ایمان لائے پیچھے کافر بنا دیں گے۔)

اہلِ کتاب کے کسی بھی گروہ کی اطاعت کا موجب کُفر ہونا محض اسی بنا پر ہے کہ وہ خود کُفر میں مُبتلا ہیں۔ لہٰذا قابلِ اعتبار ایمان و ہدایت کا انحصار صرف اسلام میں ہُوا۔

۸- یا یھا النّاس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فاٰمنوا خیرا لکم وان تکفروا فان للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض۔

(اے تمام لوگو تمہارے پاس یہ رسول سچّی بات لے کر تمہارے پروردگار کی طرف سے تشریف لائے ہیں سو تم یقین رکھو یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ (کیونکہ نجات ہو گی) اور اگر تم منکر رہے تو خُدا تعالیٰ کی ملک ہے یہ سب جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔)

۹- یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم کثیرا مما کنتم

تخفون من الکتٰب و یعفوعن کثیر قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین یھدی
بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلٰم و یخرجھم من الظلمٰت الی النور
باذنہ و یھدیھم الی صراط مستقیم۔ ۱۶/۱۵
۵

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے یہ رسول آئے ہیں۔ کتاب میں سے جن اُمور کا تم اخفا کرتے ہو اُن میں سے بہت سی باتوں کو تمہارے سامنے صاف صاف کھول دیتے ہیں۔ اور بہت سے اُمور کو واگذاشت کر دیتے ہیں۔ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن چیز آئی ہے اور (وہ) ایک واضح کتاب (ہے یعنی قرآن مجید) کہ اُس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو کہ رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں اور اُن کو اپنی توفیق سے تاریکیوں سے نکال کر نُور کی طرف لے آتے ہیں اور اُن کو راہِ راست پر قائم رکھتے ہیں۔

۱۰۔ یا اھل الکتٰب قد جاء کم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل ان تقولوا
ماجاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاء کم بشیر و نذیر واللہ علی کل شیئ
قدیر ۱۹/۵

اے اہل کتاب تمہارے پاس یہ ہمارے رسول (محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپہنچے جو کہ تم کو (شریعت کی باتیں) صاف صاف بتلاتے ہیں ایسے وقت میں کہ رسولوں (کے آنے) کا سلسلہ (مُدّت سے) موقوف تھا اور بوجہ حوادث کے شرائع سابقہ مفقود ہو گئی تھیں اور فترت رسل سے اُن کے علم کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس لیے کسی رسول کے آنے کی بہت ضرورت تھی تو ایسے وقت میں آپ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ سمجھنا چاہیے) تاکہ تم (قیامت میں) یُوں نہ کہنے لگو کہ (ہم دین کے باب میں کوتاہی کرنے میں اس لیے معذور رہیں کہ) ہمارے پاس کوئی (رسول جو کہ) بشیر و نذیر (ہو جس سے ہم کو دین کے بارے میں صحیح علم مع تنبہ کے ہوتا) نہیں آیا (اور پہلی شرائع ضائع ہو چکی تھیں۔ اس لیے ہم سے کوتاہیاں ہو گئیں) سو (سمجھ رکھو کہ اب عذر کی گنجائش نہیں رہی کیونکہ) تمہارے پاس بشیر اور نذیر یعنی محمد صلّی

اللہ علیہ وسلّم آچکے ہیں۔ (اب ماننا نہ ماننا اس کو تم دیکھ لو) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پُوری قدرت رکھتے ہیں۔

ان مذکورہ بالا دو حوالوں سے بخوبی واضح ہوگیا کہ اہل کتاب بھی اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے میں اور گمراہی کی تاریکیوں سے ہدایت کی روشنی میں آنے کے لیے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت اور قرآن کے محتاج ہیں۔

اُوپر کے تین حوالجات میں بیان کردہ حقیقت کو ایک اور آیت میں یوں بیان فرمایا۔

۱۱۔ وما ارسلنٰك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا

(اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے خوشخبری سُنانے اور ڈرانے والے)

ظہور اسلام کے وقت کوئی مذہب بھی حق پر نہ تھا

اس بات میں تو کوئی شک و شبہ ہی نہیں ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السّلام جو دین لے کر آئے تھے وہ بالکل حق تھا، لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جس شکل میں وہ دین آئے تھے وہ پھر باقی نہ رہی تحریفات و بدعات کی بناء پر وہ دین اللہ کی مرضی کے مطابق نہ رہے۔ اس بات کو ہم چند آیات قرانیہ کی مدد سے واضح کرتے ہیں۔

(۱) افتطمعون ان يؤمنوا لكم وقد كان فريق منهم يسمعون كلام الله ثم يحرفونه من بعد ما عقلوه وهم يعلمون ۷۵/۲

(کیا اب بھی تم توقع رکھتے ہو کہ یہ (یہودی) تمہارے کہنے سے ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں کچھ لوگ ایسے گذرے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کلام (توریت) سُنتے تھے اور پھر اس کو کچھ کا کچھ کر ڈالتے تھے اس کو سمجھنے کے بعد اور جانتے تھے کہ ہم بُرا کر رہے ہیں)

(۲) فويل للذين يكتبون الكتٰب بايديهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا

تو بڑی بربادی ان کی ہو گی جو لکھتے ہیں (بدل سدل کر) کتاب (تورات) کو اپنے ہاتھوں سے (اور) پھر (عوام سے) کہہ دیتے ہیں کہ یہ (حکم) خُدا کی طرف سے (یوں ہی

آیا) ہے۔ (اور) غرض (صرف) یہ ہوتی ہے کہ اس ذریعہ سے کچھ نقد قدرے قلیل وصول کرلیں۔

(۳) یا اھل الکتب لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق وانتم تعلمون۔

اے اہلِ کتاب کیوں مخلوط کرتے ہو واقعی (مضمون یعنی نبوّت محمدیہ) کو غیر واقعی (مضمون یعنی تحریف شُدہ عبارت یا تفسیر فاسد) سے اور (کیوں) چھپاتے ہو واقعی بات کو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق بات کو چھپا رہے ہو۔)

(۴) وبکفرھم وقولھم علی مریم بھتانا عظیما ۱۵۶/۴

اور اُن کے کُفر کی وجہ سے اور حضرت مریم علیہا السّلام پر بڑا بھاری بہتان دھرنے کی وجہ سے۔

(۵) ولا تقولوا ثلثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ الٰہ واحد سبحٰنہ ان یکون لہ ولد ۱۷۱/۴

اور مت کہو کہ (خدا) تین ہیں۔ (اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا (اور توحید کے قائل ہوجاؤ کیونکہ) معبودِ حقیقی تو ایک ہی معبود ہے (اور) وہ صاحبِ اولاد ہونے سے منزّہ ہے۔

مذکورہ بالا آیات کی تائید ان بے تحاشا تحریفات سے ہوتی ہے جو تورات وانجیل وغیرہ میں ہوتی رہی ہیں اور جن کا سلسلہ ابھی تک ختم ہونے میں نہیں آیا۔

حاصل یہ ہے کہ ظہور اسلام کے وقت جتنے بھی مذاہب پہلے سے موجود تھے خواہ وہ آسمانی ہی کیوں نہ ہوں ان میں وہ تغیّرات آچکے تھے کہ اَب وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی و پسند کے موافق نہ رہے تھے اور سوائے چند ایک بچے کھچے راہبوں کے جو توحید پر تھے باقی سب اہل ارض اللہ تعالیٰ کے غصّہ و ناراضگی کے موجب کاموں میں مُبتلا تھے۔ یہی مضمون مذکورہ حدیث میں موجود ہے۔

وانی خلقت عبادی حنفاء کلھم	اور مَیں نے اپنے تمام بندوں کو شرک سے
وانھم أتتھم الشیاطین	یکسو پیدا کیا اور ان کے پاس شیطان آئے
فاجتالتھم عن دینھم	اور اُن کو اُن کے دین سے ہٹادیا اور اُن

وحرمت علیهم ما احللت لهم و أمرتهم ان یشرکوا بی مالم انزل به سلطانا و ان الله نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتاب

پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو مَیں نے اُن کے لیے حلال کیں اور ان شیاطین نے اُن کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ایسوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے بارے میں مَیں نے کوئی دلیل نہیں اُتاری اور اللہ نے اہلِ زمین کی طرف نظر کی تو سب عرب وعجم پر غصّہ فرمایا سوائے اہلِ کتاب میں سے کچھ (دینِ حق پر) بچے ہُوئے لوگوں کے یہود و نصاریٰ باطل مذہب پر ہیں

(۱) ولو آمن اهل الکتاب لکان خیرا لهم۔ منهم المؤمنون واکثرهم الفسقون ۔ $\frac{۱۱۰}{۳}$

اور اگر (یہ) اہل کتاب (بھی جو تم سے مخالفت کر رہے ہیں تمہاری طرح) ایمان لے آتے تو اُن کے لیے (ان کی حالت موجودہ سے جس کو بزعم خود اچھی سمجھتے ہیں زیادہ اچّھا ہوتا (کیونکہ پھر یہ بھی اسی مذکورہ اچھی جماعت یعنی خیر امۃ میں داخل ہوجاتے مگر وائے برحال ایشاں کہ سب مُسلمان نہ ہوئے بلکہ) ان میں سے بعضے تو مُسلمان ہیں اور زیادہ حصّہ اُن میں سے کافر ہیں۔

(۲) ضربت علیهم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس وباءوا بغضب من الله وضربت علیهم المسکنة ذلك بانهم کانوا یکفرون بایٰت الله و یقتلون الانبیاء بغیر حق ذلك بما عصوا و کانوا یعتدون ۔

بیان ذلت یہود جما دی گئی ان پر (خاص) بے قدری (یعنی بے امنی جان کی) جہاں کہیں بھی پائے جائیں گے مگر یُوں (دو ذریعوں سے امن میسّر ہوجاتا ہے) ایک تو ایسے ذریعہ کے سبب جو اللہ کی طرف سے ہے اور ایک ایسے ذریعہ سے جو آدمیوں کی طرف سے ہے اور مستحق ہوگئے (یہ لوگ)

غضب الٰہی کے اور جمادی گئی ان پر پستی - یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے ہُوا کہ وہ لوگ منکر ہو جاتے تھے احکام الہیہ کے ۔ اور قتل کر دیا کرتے تھے پیغمبروں کو (اس طرح سے کہ وہ قتل خود اُن کے نزدیک بھی) ناحق (ہوتا تھا) اور (نیز) یہ (ذلت و غضب) اس وجہ سے ہُوا کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ (اطاعت) سے نکل نکل جاتے تھے۔

(۳) ما یود الذین کفروا من اھل الکتب ولا المشرکین ان ینزل علیکم من خیر من ربکم $\frac{105}{2}$

ذرا بھی پسند نہیں کرتے کافر لوگ (خواہ) اہلِ کتاب میں سے (ہوں) اور (خواہ) مشرکین میں سے اس امر کو کہ تم کو تمہارے پروردگار کی طرف سے کسی طرح کی بہتری (بھی) نصیب ہو اس آیت میں کس صراحت سے اہل کتاب کو کفّار میں سے شمار کیا۔

(۴) وقالوا قلوبنا غلف بل لعنھم اللہ بکفرھم فقلیلا ما یؤمنون ہ ولما جاءھم کتٰب من عند اللہ مصدق لما معھم و کانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاء ھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکٰفرین۔ بئسما اشتروا بہ انفسھم ان یکفروا بما انزل اللہ بغیا ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشآء من عبادہ - فباءو بغضب علی غضب وللکٰفرین عذاب مھین $\frac{88-90}{2}$

اور وہ (یہودی فخر سے) کہتے ہیں کہ ہمارے قلوب (ایسے) محفوظ ہیں (کہ اس میں مخالف مذہب یعنی اسلام کا اثر ہی نہیں ہوتا تو مذہب پر ہم خوب پختہ ہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محفوظی اور پختگی نہیں ہے) بلکہ اُن کے کُفر کے سبب سے اُن پر خدا کی مار ہے ۔ سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان رکھتے ہیں (اور تھوڑا ایمان مقبول نہیں پس وہ کافر ہی ٹھہرے)

اور جب ان کو ایک ایسی کتاب پہنچی (یعنی قرآن) جو من جانب اللہ ہے (اور) اس (کتاب) کی (بھی) تصدیق کرنے والی ہے جو (پہلے سے) اُن کے پاس ہے (یعنی تورات) حالانکہ اس کے قبل (خود) بیان کرتے تھے (اور) کفار سے (یعنی مشرکین عرب سے کہ

ایک نبی آنے والے ہیں اور ایک کتاب لانے والے ہیں مگر) پھر جب وہ چیز آ پہنچی جس کو وہ (خوب جانتے) پہچانتے ہیں تو اس کا (صاف) انکار کر بیٹھے۔ سو (بس) خدا کی مار ہو ایسے منکروں پر (کہ جان بوجھ کر محض تعصّب کے سبب سے انکار کریں)

وہ حالت (بہت ہی) بُری ہے جس کو اختیار کر کے (وہ بزعم خود) اپنی جانوں کو (عقوبت آخرت سے) چھڑانا چاہتے ہیں (اور وہ حالت) یہ (ہے) کہ کفر (و انکار) کرتے ہیں ایسی چیز کا جو حق تعالیٰ نے (ایک سچّے پیغمبر پر) نازل فرمائی (یعنی قرآن اور وہ انکار بھی) محض (اس) ضد پر کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اس کو منظور ہو (یعنی محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر کچھ) نازل فرمائے سو (اس حسد بالائے کفر سے) وہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے اور (آخرت میں) ان کُفر کرنے والوں کو ایسی سزا ہوگی جس میں (تکلیف کے علاوہ) ذلت (بھی) ہے۔

(۵) فبما نقضهم ميثاقهم لعنهم وجعلنا قلوبهم قسية۔ يحرفون الكلم عن مواضعه ونسوا حظا مما ذكروا به ولا تزال تطلع على خائنة منهم الا قليلا منهم فاعف عنهم واصفح ان الله يحب المحسنين ومن الذين قالوا انا نصارى اخذنا ميثاقهم فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة والبغضاء الى يوم القيمة وسوف ينبئهم الله بما كانوا يصنعون ۱۳/۱۴ ۵

تو صرف ان کی (یعنی بنی اسرائیل کی) عہد شکنی کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم نے ان کے قلوب کو سخت کر دیا (کہ حق بات کا ان پر اثر ہی نہیں ہوتا اور اس سخت دلی کے آثار سے یہ ہے کہ) وہ لوگ (یعنی ان کے عُلماء) کلام (ہی یعنی تورات) کو اس کے (الفاظ یا مطالب کے) مواقع سے بدلتے ہیں (یعنی تحریف لفظی یا تحریف معنوی کرتے ہیں) اور (اس تحریف کا اثر یہ ہُوا کہ) وہ لوگ جو کچھ ان کو (تورات میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصّہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا ــــــ فوت کر بیٹھے اور (حالت یہ ہے کہ) آپ کو آئے دن (یعنی ہمیشہ

دین کے باب میں) کسی نہ کسی (نئی) خیانت کی اطلاع ہوتی رہتی ہے جوان سے صادر ہوتی رہتی ہے بجز اُن کے معدودے چند شخصوں کے (جو کہ مسلمان ہوگئے تھے) سو آپ ان کو معاف کیجیے اور ان سے درگزر کیجیے ... الخ

اور جو لوگ (نصرت دین کے دعوی سے) کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی انکا عہد (مثل عہد یہود کے) لیا تھا سو وہ بھی جو کچھ ان کو (انجیل وغیرہ میں) نصیحت کی گئی تھی اس میں سے اپنا ایک بڑا حصہ (نفع کا جو کہ ان کو عمل کرنے سے نصیب ہوتا) فوت کر بیٹھے (کیونکہ وہ امر جس کو فوت کر بیٹھے توحید ہے اور ایمان ہے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جس کا حکم اُن کو بھی ہُوا تھا جب توحید کو چھوڑ بیٹھے) تو ہم نے ان میں باہم قیامت تک کے لیے بغض وعداوت ڈال دی اور عنقریب (آخرت میں) کہ وہ بھی قریب ہی ہے ان کو اللہ تعالیٰ اُن کا کیا ہُوا جتلادیں گے (پھر سزا دیں گے)

عقیدۂ تثلیث شرک ہے

(۱) یٰاَھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق۔ انما المسیح عیسی ابن مریم رسول اللہ وکلمتہ ألقٰھا الی مریم و روح منہ فاٰمنوا باللہ ورسلہ ولا تقولوا ثلاثۃ انتھوا خیرا لکم انما اللہ إلٰہ واحد سبحٰنہ ان یکون لہ ولد لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض وکفی باللہ وکیلا۔ ۱۷۱/۴

اے اہلِ کتاب (یعنی انجیل والو) تم اپنے دین (کے بارہ) میں (عقیدۂ حقہ کی) حد سے مت نکلو اور خدا تعالیٰ کی شان میں غلط بات مت کہو۔ مسیح عیسی ابن مریم تو اور کچھ بھی نہیں۔ البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ (کی پیدائش) ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک (جبرئیل علیہ السّلام کے واسطے سے) پہنچایا اور اللہ کی طرف سے ایک جان (دار چیز) ہیں۔ سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یُوں مت کہو کہ تین ہیں (اس شرک سے) باز آجاؤ تمہارے لیے بہتر ہوگا۔ معبود حقیقی تو ایک ہی معبود ہے۔ وہ صاحب اولاد ہونے سے منزہ ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجودات ہیں سب اس کی ملک ہیں۔

(۲) لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من الٰہ الا الٰہ واحد۔

بقیہ صد ۶۲ پر)

اخبار الجامعہ

○ ۲؍ستمبر بروز جمعرات حضرت مولانا مفتی محمد عیسیٰ صاحب مدظلہم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی، اسی روز رات کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد حسین شاہ صاحب مدظلہم تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی

○ شروع ستمبر میں حضرت مولانا عبداللطیف صاحب ڈسکوی جامعہ تشریف لائے اور ردِّ عیسائیت پر طلبۂ جامعہ کو لیکچر دیا۔

○ ۱۱؍ستمبر کو عبدالجبار ابواحمد شامی جامعہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔ شیخ اِن دنوں لنڈن میں قیام فرما ہیں اور حزب التحریر نامی تنظیم کے پلیٹ فارم سے دُنیا میں قیام خلافت کے قیام کے لیے جدوجہد میں مصروف ہیں۔

○ ۱۲؍ستمبر بروز پیر حضرت مولانا سیّد حامد علی شاہ صاحب مدظلہم خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

○ ۱۷؍ستمبر دوپہر کو مولانا عبدالغفور حیدری صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام تشریف لائے اور تھوڑی دیر قیام فرمایا۔

○ ۲۶؍ستمبر کو پروفیسر احمد علی ظفر صاحب مجسٹریٹ میانوالی تشریف لائے۔ مہتمم صاحب و نائب مہتمم صاحب سے ملاقات کی۔

بقیہ : مارٹن لنگز

وان لم ینتھوا عما یقولون لیمسّنّ الذین کفروا منھم عذاب الیم۔

بلاشبہ وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں اور اگر یہ لوگ اپنے اقوال سے باز نہ آئے تو جو لوگ ان میں کافر رہیں گے اُن پر دردناک عذاب واقع ہوگا۔